پروفیسر خالد شبیر احمد

# شورش کاشمیریؒ

(تاریخ انتقال: ۲۵؍اکتوبر ۱۹۷۵ء)

لاؤ کہیں سے ڈھونڈھ کے شورش سا دیدہ ور
چلتا رہا جو راہِ صداقت پہ بے خطر

ہر اک ادائے دلبری وہ ساتھ لے گیا
جرأت، جنون و عشق تھا سب اس میں جلوہ گر

ٹکرا گیا وہ ظلم کی ہر ایک رِیت سے
وہ شیر دل کہ چیتے کا رکھتا تھا جو جگر

تھا ذوقِ نعت گوئی میں وہ ایسا منفرد
ہر حرف میں تھا سیرتِ محبوب کا اثر

فنِ خطابت آج بھی نازاں اُسی پہ ہے
دیتا رہا ہے داد بخاریؒ سا تاجور

اک خاص ربط تھا اسے خیر الانام سے
تڑپتا رہا وہ عشقِ پیغمبر میں عمر بھر

رکھتا تھا چونکہ سطوتِ افرنگ پاؤں میں
کیا کیا ستم نہ سہہ گیا وہ اپنی جان پر

بخشے جو اپنے کام سے خود نام کو دوام
لاؤ کہیں سے ڈھونڈھ کے شورش سا بخت ور

اونچی اڑان اُس کے تخیل کی آج بھی
اُس کے ہر ایک حرف سے روشن نگر نگر

جس کے جری تھے سارے یمین و یسار میں
افضلؒ، حبیبؒ، شیخؒ، بخاریؒ سے نام ور

زندہ رہا تو زندگی کو اُس پہ ناز تھا
مر کے وہ اور ہو گیا نظروں میں معتبر

کیا کیا نہ رونقیں رہیں اُس کے وجود سے
جس کا وجود سُود و زیاں سے تھا بے خبر

کیا دبدبہ تھا اُس کے تکلم کا دوستو!
لرزاں ہے جس کے نام سے چناب کا نگر

بستانِ مصطفیٰ کا مہکتا ہوا گلاب
جس کی مہک سے آج مہکتے ہیں بام و در

ہیں یاد مجھ کو اُس کے جنوں خیر معرکے — ویراں ہے جس کے بعد یہ جنوں کی راہ گزر
جس کے جلو میں لشکرِ جرأت تھا ضوفگن — جس کے قلم سے لرزہ براندام اہل زر
تقریر میں امیر شریعتؒ کی تھی جھلک — افکار میں تھے حضرت ِ اقبالؒ راہ بر
لہجے میں جس کے تھی کھنک ابوالکلامؒ کی — ابوالکلامؒ کا تھا اثر اس کے نطق پر
تحریر میں وہ جس کی فصاحت ظفرؒ کی تھی — اسلوب جس کا آج بھی روشن ہے اَوج پر
یوں تو ادیب آئیں گے لاکھوں جہان میں — شورشؒ سا پیدا ہوگا نہ اب کوئی نام ور
کرتا رہا جو ختم نبوت پہ جاں نثار — تھی زیست اس کی ساری مجاہد کا کروفر
غربت کے باوجود بھی دنیا پہ چھا گیا — عظمت ہے جس کا نام لکھا ہے چٹان پر
چمکا وہ آسمانِ صحافت پہ اس طرح — روشن ہیں جیسے مہر و قمر آسمان پر
شوریدہ سر کہ عزم وعزیمت میں بے مثال — تنہا ہی تھا وہ بھاری ہر اک سیلِ تند پر
کہتا رہا ہمیشہ ، سمجھتا تھا جس کو حق — وہ بے نیازِ خوف تھا کیسا تھا وہ نڈر
اُس دور کے تھے جتنے بھی فرعون دوستو! — اُس کی گرج کے سامنے منقار زیر پر
شورش سا کوئی دوسرا پاؤ گے اب کہاں؟ — بن بن کے شورش مر گئے کیا کیا نہ سخن ور
احرار سخت کوش سے وہ فیض یاب تھا — میدانِ جنگ میں ڈٹ گیا وہ سینہ تان کر

خالدؔ جہادِ زیست سے وہ سرخرو ہوگیا
لاریب اُس پہ ساقی کوثر کی تھی نظر